خطبہ نمبر ۳

احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۲۲۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | منگل: ۱۸ رجب ۱۴۱۳ھ، ۱۲ صلح ۱۳۷۲ ہش، ۱۲ جنوری ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۰

اپنے اعمال پر کبھی بھروسہ نہ کرو

"کبھی نہ سمجھنا کہ تم محض عبادت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کر سکتے ہو۔ بلکہ اگر تم خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ذلیل اور حقیر سمجھو اور ہمیشہ ڈرتے رہو کہ کہیں تمہارے اعمال خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ نہ ٹھہریں اور وہ اس کے حضور قبولیت کا شرف حاصل نہ کر سکیں۔"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا کے سیاستدانوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے اگر وہ سمجھ جائیں تو دنیا سے فساد مٹ سکتے ہیں

انسانوں کے لیڈروں تک پہنچیں اور انہیں انسانیت کی تعلیم دیں

پاک و ہند کے سیاستدان سیاست کی اصلاح کریں اور مذہبی اصولوں کا تعین کریں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مواصلاتی سیارے کے ذریعے لندن سے ٹیلی کاسٹ ہونے والا خطبہ فرمودہ ۸ جنوری ۱۹۹۳ء

(یہ خطبہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

کیسٹوں کے ذریعے امام جماعت کا پیغام بھجوانے کا سلسلہ

"عرصہ تقریباً دس سال کا گزر رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کیسٹس کے ذریعے سے (امام جماعت) کا تمام دنیا کے احمدیوں تک پیغام پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ پہلے صرف آڈیو کیسٹ کے ذریعے یہ پیغام پہنچانے کی کوشش کی جاتی رہی پھر ویڈیو کیسٹ بیچ میں شامل ہو گئیں لیکن بے حد محنت کے باوجود بہت ہی جانفشانی کے ساتھ کام کرنے کے باوجود بہت ہی معمولی کم حصہ تھا۔ جماعت کا جس تک یہ آواز پہنچ سکی۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کئی ممالک میں بعض رضا کار خدمت کرنے والوں کی ٹیمیں ہیں جو بہت وقت خرچ کرتی ہیں۔ اور ایک کیسٹ سے آگے کیسٹس بنانا اس بات کا خیال رکھنا کہ کوالٹی اچھی ہے۔ پھر مختلف پتوں پر ان کو بھجوانا۔ ان کے حسابات رکھنا بڑا لمبا محنت کا کام ہے لیکن جماعت کرتی رہی۔ پھر بھی بہت ہی تھوڑی تعداد ہے احباب جماعت کی جن تک یہ پیغام براہِ راست (امام جماعت) کی زبان میں پہنچتے تھے۔ وجہ اس کوشش کی یہ تھی کہ میرا تجربہ ہے کہ جو بات (امام جماعت) کی طرف سے کوئی دوسرا پہنچاتا ہے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا براہ راست (امام جماعت) سے کوئی بات سنی جائے۔ میرا اپنا زندگی کا لمبا عرصہ دوسرے (آئمہ) کے تابع ان کی ہدایت کے مطابق چلنے کی کوشش میں صرف ہوا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پیغام پہنچائے کہ فلاں خطبہ میں (امام جماعت) نے یہ بات کی تھی اور خطبے میں خود حاضر ہو کر وہ بات سننا۔ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اطاعت تو پھر بھی کی جاتی ہے خواہ پیغام کسی کے ذریعے پہنچے لیکن پیغام کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ پیغام پہنچانے والے میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ جس جذبے کے ساتھ جن باتوں کو ابھار کر نمایاں کرکے پیغام دینے والا پیغام پیش کر رہا ہے بعینہٖ اس پیغام کو اسی طرح آگے پہنچائے کہ اس کے جذبات اس کے زیر و بم تمام کے تمام پیغام کے ساتھ دوسرے شخص تک منتقل ہوتے جائیں۔ کوالٹی کا بیچ میں ضائع ہونا یعنی اس کے مزاج کا بیچ میں ضائع ہو جانا ایک ایسی طبعی بات ہے کہ انسان کی یادداشت تو زیادہ بھولتی ہے لیکن الیکٹرانکس کی یادداشت کے ذریعے جو پیغام کیسٹ سے کیسٹ میں منتقل کئے جاتے ہیں۔ تیسری، چوتھی پانچویں جنریشن میں جا کے کیسٹ کا مزاج ہی بدل جاتا ہے اور وہ بات ہی نہیں رہتی جو پہلی کیسٹ میں تھی اس لئے مدر کیسٹ کو ہمیشہ سنبھال کر رکھا جاتا ہے۔ تاکہ اس سے آگے بار بار اُسی سے آگے دوسری کیسٹ تیار کی جائیں۔ یہ مشکل تھی جس کی وجہ سے جماعت نے کوشش کی کہ کیسٹ کے ذریعے پیغام پہنچے تو براہِ راست، براہ راست تو نہیں کہہ سکتے۔ کیسٹ کے واسطے سے پورا پیغام احباب جماعت خود سنیں لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت محنت کے باوجود وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکا۔ بعض جماعتوں کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہاں اگر دس ہزار آبادی ہے تو بمشکل دو یا چار سو ایسے احمدی ہیں جو استفادہ کر سکتے تھے یا کرتے رہے۔ اور باقی کے متعلق محض رپورٹ ہی ملتی رہی ہے کہ کیسٹیں بھجوائی جا رہی ہیں۔

سائنس کا عقل دنگ کر دینے کا کارنامہ

اب اللہ تعالیٰ نے وہ انتظام فرما دیا ہے کہ جہاں تک خطوط سے میں نے اندازہ کیا ہے۔ اتنے دور دراز علاقوں میں بیٹھے لوگ براہِ راست نہ صرف سن رہے ہیں بلکہ دیکھ رہے ہیں۔ عقل دنگ رہ جاتی ہے حیرت سے انسان آج کی دنیا کی سائنس کا منہ تکتا رہ جاتا ہے اس نے کیسی کیسی سہولتیں انسان کے لئے مہیا کر دی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمبابوے سے خط ملتا ہے۔ نائیجیریا سے خط ملتا ہے۔ دور دراز کے علاقوں سے اور خطوط ملتے ہیں مشرق بعید سے خط ملتے ہیں اور وہ سب یہ بیان کر رہے ہیں کہ ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ سامنے کھڑے ہوں ہم اسی مجلس میں بیٹھے ہوں۔ یہ پورے کا پورا احساس منتقل ہو جانا یہ نہ کیسٹ کے ذریعے ممکن ہے نہ ویڈیو کے ذریعے ممکن ہے۔ ویڈیو میں بھی اگرچہ تصویر دکھائی دیتی ہے مگر زندہ تأثرات نہیں پہنچتے۔ ویڈیو ایک قسم کی تصویر ہے لیکن براہ راست ٹیلی ویژن کے ذریعے جب پیغامات اور تصویر جب پہنچتے ہیں تو اس کے ساتھ زندگی بھی پہنچ رہی ہوتی ہے۔ انسان اپنے آپ کو اس مجلس کا حصّہ محسوس کرتا ہے اسی طرح اس کا دل دھڑکتا ہے۔ یہی کیفیات سب دنیا سے ہمیں مل رہی ہیں اور ایک اور خوشکن بات یہ ہے کہ بہت سے غیر مسلم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارے خطبات میں شامل ہونے لگ گئے ہیں اور دوسری تقاریر میں بھی براہِ راست ٹیلی ویژن سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ابھی دو دن پہلے ایک نائیجیریا کے بہت صاحبِ حیثیت تعلیم یافتہ عیسائی دوست تشریف لائے تھے اور مجھے انہوں نے بتایا کہ میں نے آپ کا فلاں خطبہ بھی سنا تھا جو قادیان کے جلسے سے پہلے کا تھا اور جلسے کے پہلے دن کی تقریر میں بھی شامل ہوا۔ آخری تقریر میں بھی شامل ہوا تھا اور اتنا میرے دل پر اثر پڑا ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا کہ کیا کیفیت ہے۔ دعا کی غرض سے وہ حاضر ہوئے تھے اور یہ بتانے کے لئے میں مستقل تعلق رکھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ اور بھی اس طرح بات پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ایک سے سن کر دوسرا دیکھنے کا خواہش مند ہو جاتا ہے، اس سے تیسرا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب (دین حق) کا پیغام پہنچانے کا ایک بہت ہی عمدہ طریقہ ثابت ہو گا۔

تربیت پر خوشکن اثرات

پھر ربوہ میں باہر اور ربوہ سے باہر پاکستان کی دوسری جماعتوں میں تربیت کے لحاظ سے مجھے بڑی سخت فکر رہتی تھی کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کسی کی معرفت پیغام پہنچنا اور بات ہے اور پھر ایک اور مشکل درمیان میں یہ آپڑتی ہے کہ جو لوگ رفتہ رفتہ کمزور ہو رہے ہوں، ڈھیلے پڑ رہے ہوں ان تک پیغام ویسے ہی پہنچتا یعنی وہ (بیت الذکر) میں حاضر ہوں تو پیغام ان تک پہنچے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر عہدیدار ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹائے اور ہر کمزور کو جو گھر میں بیٹھ رہنے والے ہیں ان تک آواز پہنچائے۔ اور اب یہ معلوم ہو رہا ہے۔ صرف پاکستان کا یہ حال نہیں دیگر جماعتوں سے بھی یہی اطلاع مل رہی ہے کہ وہ احمدی جو بہت سست تھے جو کبھی (۔) جمعہ میں نہیں آتے تھے کبھی دوسری مجالس میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ یہ ایک نیا طریق جو ہے بالواسطہ سننے کا مگر اس طرح سننے کا گویا براہِ راست سن رہے ہوں۔ یہ اتنا جاذبِ نظر ہے، اتنا دلکشی والا ہے کہ محض شوق کی خاطر لوگ آجاتے ہیں اور بعض جگہ جو معین اندازہ ملا ہے کہ جمعے میں اگر دس ہزار شامل تھے یعنی زیادہ سے زیادہ اتنے شامل ہونے والے تھے تو اتنے سست پیچھے پڑے ہوئے تھے کہ جب انہوں نے ایک پروگرام کی گنتی کروائی ہے تو ۲۳ ہزار تھے۔ اس پروگرام میں اور خوشی کی بات یہ ہے کہ جو اس میں شامل ہوتے ہیں پھر وہ جمعے میں بھی آنے لگ جاتے ہیں اور نمازوں کی طرف ان کی توجہ بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ کثرت سے ایسے خطوط مل رہے ہیں کہ ہم ویسے ٹھیک ٹھاک تھے مگر نمازوں میں سستی تھی۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ ہم نماز پڑھتے تو تھے لیکن جمع کر کے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب سے آپ سے براہ راست ان موضوعات پر باتیں سنی ہیں تو ہم نے قطعی طور پر فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ سارے گھر کی طرف سے پیغام تھا۔ میں، میری بیوی، میرے بچے سب مل کر یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ آئندہ نماز کو باقاعدہ اہتمام سے پڑھا جائے گا وقت پر پڑھا جائے گا۔ بلکہ گھر میں بھی باجماعت پڑھی جائے گی۔ تو یہ سارے فوائد اس قسم کے ہیں جن کی طرف پہلے اتنی نظر نہیں تھی جب پروگرام شروع ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں اللہ کے فضل کے ساتھ یہ غیر معمولی اللہ کی تقدیر ہے جو جماعت کو نئے عظیم الشان ترقیات کے دَور میں داخل کر رہی ہے

حضور ایدہ اللہ کے ایک شعر کی عملی تفسیر

ایک صاحب نے یہ لکھا کہ جب ہم یہ سن رہے تھے تو مجھے آپ کا وہ شعر یاد آیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں صدا
تیری آواز اے دشمنِ بدنوا دو قدم دور دو تین پل جائے گی۔

اس نے لکھا کہ اب میں دیکھ رہا ہوں یہ آواز ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بظاہر اتفاقی باتیں ہوتی ہیں خدا تعالیٰ جب ان میں اپنی تقدیر ڈالتا ہے تو الفاظ درست ہو جایا کرتے ہیں۔ عام طور پر چہار دانگ عالم میں ساری دنیا میں چاروں طرف کے محاورے استعمال کئے جاتے ہیں آواز کے شش جہت میں پھیلنے کا محاورہ میرے علم میں نہیں آیا کہ پہلے کبھی استعمال ہوا ہو۔ لیکن اس وقت میں نے بغیر سوچے ہوئے یعنی بغیر کوشش کے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں یا کیا کہہ رہا ہوں شش جہت کا لفظ مجھے اچھا لگا اور وہی محاورہ میرے منہ سے نکلا اور اب ٹیلی ویژن کے ذریعے شش جہات ہیں جو استعمال ہو رہی ہیں کیونکہ چاروں طرف کا سوال نہیں ہے۔ آواز اور تصویر پہلے اوپر آسمان کی طرف جاتی ہے۔ پھر آسمان سے زمین کی طرف اترتی ہے پھر چاروں طرف پھیلتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے شش جہات کے لفظ بھی پورے فرما دیئے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بعض دفعہ تصرفات کے تابع بعض الفاظ انسان کے منہ سے نکلتے ہیں۔ خود کہنے والے کو ان کی کنہ کا علم ہی نہیں ہوتا کہ میں کیوں کہہ رہا ہوں۔ اور بعد میں یہ بات کیا بن کر نکلے گی تو یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں

خطبات سننے کا سلسلہ مسلسل جاری رکھیں

میں تمام دنیا کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ جن کمزوروں کے دل میں ایک اچنبھے کی خاطر ہی سہی تعجب کی وجہ سے ہی سہی ایک شوق تو پیدا ہوا ہے کہ وہ مجھے دیکھیں اور مجھے سنیں ٹیلی ویژن کے ذریعے سے۔ اگر وہ ایک دو دفعہ سن کر واپس چلے جائیں تو ہمیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ جو آئے وہ مستقل آجائے۔ جو ہمارا ہو ہمارا ہو کر رہ جائے۔ آکر چلے جانے والوں سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ دل میں بڑی تمنا یہ ہے کہ ساری جماعت ایک مرکز کے گرد اس طرح اکٹھی ہو جائے جس طرح شہد کی مکھیاں شہد کی ملکہ کے گرد اکٹھی ہوتی ہیں اور اپنی الگ زندگی کا تصور ہی نہیں کر سکتیں اور الگ زندگی میں وہ SURVIVE نہیں کر سکتیں۔ یعنی ان کی بقاء کی کوئی ضمانت نہیں لازماً اکیلی اکیلی مکھی مر جایا کرتی ہے تو یہی روحانی جماعتوں کا حال ہوا کرتا ہے۔ تبھی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مرکزیت پر اتنا زور دیا ہے کہ دنیا کے کسی مذہب میں اس پر اتنا زور نہیں دیا گیا۔ پس جو بکھرے بکھرے احمدی ہیں جو کناروں پر چلے گئے جن کا مرکز سے تعلق کمزور ہو گیا ہے اب بہت اچھا موقع ہے کہ ان کو جب وہ ایک دفعہ آجائیں تو انہیں اپنا لیا جائے ان سے محبت اور پیار کا سلوک کیا جائے آئندہ ان کو اگر وہ نہ آئیں تو ان کو بلانے کیلئے آدمی بھیجے جائیں اور کمزوروں کی تلاش کی جائے کہ جہاں جہاں کوئی کمزور ہے وہاں اس تک پہنچ کر اسے یہ تحریک کی جائے کہ ایک دفعہ آجاؤ دیکھ تو لو اور پھر رفتہ رفتہ امید رکھتا ہوں کہ جو آجائے وہ آ ہی جاتا ہے خدا کے فضل سے۔ جہاں تک غیر از جماعت کا تعلق ہے ان کے متعلق بھی ہر جگہ سے خبریں مل رہی ہیں کہ جو ایک دفعہ آجائے پھر وہ نہیں چھوڑتا۔ بار بار آتا ہے (۔) بعض غیر احمدیوں کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریریں بھی مل رہی ہیں۔ تو اس سلسلے کو اللہ کے فضل سے اور زیادہ عام کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ اور ہو گا تو سہی کیونکہ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کی تقدیر ہے جس نے جماعت کو اس نئے دَور میں داخل کیا ہے۔ اور اب یہ سلسلہ پھیلنا ہی پھیلنا ہے کوئی دنیا کی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ اس کو ہوا کے رخ پر چل کر اس کی مدد کریں تو مفت کا ثواب حاصل ہو گا۔

دنیا کا غم کرنا ہماری فطرت کا حصہ ہے۔

اب میں اس مضمون کی طرف واپس آتا ہوں جسے میں نے مکمل کئے بغیر مجبوراً چھوڑ دیا تھا۔ وقت ختم ہو گیا تھا۔ جب جماعت احمدیہ سب دنیا کے غم کی باتیں کرتی ہے سب دنیا کے فکر دل سے لگا کر ان کی اصلاح کی کوشش کرتی ہے تو بہت سے لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ان کی حیثیت کیا ہے۔ طاقت کیا ہے۔ یہ کیسے دنیا کے حالات بدل سکتے ہیں۔ اور بہت سے احمدی دانشور بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہاں سمندر میں ایک قطرہ زائد ڈالنے والی بات ہے ورنہ تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور یہ بھی سوچتے ہوں گے بعض کہ ہمیں ضرورت کیا ہے وہ کام سہیڑنے کی جس کام کی ہم میں طاقت نہیں ہے تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہماری فطرت میں اگر یہ بات ہو کہ کسی کا غم محسوس کریں اور کسی کا دکھ دور کرنے کی کوشش کریں تو ہم تو مجبور ہیں۔ اس میں عقل کا قصہ نہیں دل کی مجبوریوں کی بات ہے۔ ایک شخص جو ہمدرد ہو اگر کسی جگہ کسی کو تکلیف میں دیکھتا ہے تو طبعاً اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دل میں ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ بے اختیار قدم اس کی طرف اٹھتے ہیں تاکہ اس کی تکلیف کو دُور کیا جائے۔ ہمیں تو اس سے بہت زیادہ بڑھ کر بنی نوع انسان سے محبت ہے (۔) ہم ان لوگوں کے غلام نہیں جن کو دنیا کی فکر لطیفے کے طور پر دکھائی دیتی ہے۔ اردو میں ایک محاورہ ہے۔ چھیڑنے کی خاطر کہتے ہیں کہ قاضی جی! تم دبلے کیوں ہو گئے؟ جواب دینے والا جواب دیتا ہے کہ شہر کے اندیشے میں اور سارے ہنستے ہیں۔ یہ لطیفہ ان لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے جو دوسروں کا غم دل میں لگا بیٹھے ہیں۔ اور لطیفے کا پیغام یہ ہے کہ تمہیں اس سے کیا؟ دنیا مرتی ہے مرتی پھرے۔ تم کیوں پاگل ہوئے ہوئے ہو۔ یعنی ایسا قاضی جو شہر کے اندیشے میں دبلا ہو جائے اس کے ساتھ رونے کی بجائے اس پر ہنسا جاتا ہے۔ لیکن ہم کسی ایسے قاضی کے غلام نہیں ہیں (۔) پس یہ مجبوری ہے۔ ہم نے تو یہ کام کرنا ہی کرنا ہے۔ ہمیں تو کوئی دنیا کی طاقت اس بات سے روک نہیں سکتی۔ پس سوال یہ ہے کہ جو کام اپنی طاقت سے بڑھ کر ہو اس میں طریق کار کیا ہونا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی کام بھی کسی انسان کی طاقت سے بڑھ کر نہیں ہے اگر فہم کے ساتھ اس کام کی اونچ نیچ کو سمجھا جائے اس کے سارے مسائل پر نظر رکھ کر صحیح تجزیہ کیا جائے تو خدا تعالیٰ نے ہر انسان میں یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ پھیل کر اپنی خوبیوں کو تمام دنیا تک عام کردے یہ نکتہ مجھے نبوت سے سمجھ آیا ہے۔ ایک نبی کو خدا کھڑا کرتا ہے۔ ساری قوم کے حالات اس نے بدلنے ہوتے ہیں۔ ایسی قوم کے حالات اس نے بدلنے ہوتے ہیں جو نیکی کو قبول کرنے پر کسی صورت آمادہ نہیں ہو رہی ہوتی۔ جو ہر پھول کے بدلے پتھر مارنے پر تیار ہوتی ہے۔ اب اگر دنیا کی اس منطق کو اس پر لگا کر دیکھیں جس کی میں بات کر رہا ہوں کہ تم تھوڑے سے کمزور سے لوگ ہو۔ تمہیں مصیبت کیا پڑی ہے دنیا کے غم سہیڑنے کی اور اگر سہیڑ بھی لو تو کر کیا سکتے ہو۔ اس کا جواب میں دے رہا ہوں کہ ہم نے جب نبوت کے مضمون پر غور کیا تو سمجھ آئی کہ خدا تعالیٰ نے انسانوں میں تقدیریں بدلنے کی صلاحیتیں رکھی ہیں صرف منہاج نبوت پر چلنا ضروری ہے ایک نبی کو خدا کھڑا کرتا ہے اور ساری قوم کے حالات بدل دیتا ہے (۔) تو حقیقت یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی معقولیت نہ ہو۔ کوئی گہرا سچا فلسفہ نہ ہو تو خدا تعالیٰ ایسی بات کرہی نہیں سکتا (۔)

انسانیت کے لئے وقف کرنے کی تعلیم

تبھی میں نے پچھلے خطبے میں انسانیت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کی تعلیم دی تھی۔ یہ کہا تھا کہ اس سال کو انسانیت کا سال بنائیں۔ جتنی طاقت ہے اس طاقت کے مطابق دنیا کو صحیح پیغام پہنچائیں۔ طاقت کے صحیح استعمال کے لئے عقل کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر صحیح استعمال ہو تو انسان کمزور ہونے کے باوجود بھی بڑے بڑے کام کر سکتا ہے ایک دریا کا رخ بدلنا ہو اگر جہاں سے دریا نکلتے ہیں وہاں سے رخ بدلے جائیں تو بہت آسانی کے ساتھ وہ کام ہو جاتا ہے لیکن چونکہ اور بھی بہت سے دریا چھوٹے چھوٹے بعد میں شامل ہوتے رہتے ہیں اس لئے یہ کام پھیلا ہوا اور مشکل بھی دکھائی دے سکتا ہے۔ لیکن جب سمتیں مقرر کی جائیں تو آغاز میں جو زاویہ ہے اس کا بدلنا مشکل نہیں ہوا کرتا۔ اور زاویہ کے بدلنے سے دور دور کے کنارے پر زمین آسمان کا فرق پڑتا دکھائی دیتا ہے۔ پس عقل سے کام لیا جائے اور آغاز میں کوشش کی جائے ان جگہوں پر ہاتھ ڈالا جائے جو منبع کی حیثیت رکھتی ہوں جو بنیادی زاویوں کی حیثیت رکھتی ہوں تو جو کام بظاہر آپ کی طاقت سے باہر ہو وہ آپ کی طاقت کے دائرے کے اندر شامل ہو جاتا ہے۔ تبھی میں نے تحریک کی تھی کہ مختلف جہت سے انسانوں کے لیڈروں اور رہنماؤں تک پہنچیں جب سر تک پہنچیں گے جب دماغ تک پہنچیں گے تو جسم کے ہر عضو تک پہنچنا ضروری نہیں رہتا پھر وہ دماغ جو آپ کی باتیں سن کر آپ کا قائل ہوتا ہے وہ از خود اپنے جسم کو آپ کے تابع کردے گا پس یہ وہ وقت ہے کہ لیڈروں تک پہنچنا ضروری ہے

افریقہ میں انقلابی تبدیلی کی وجہ لیڈروں تک پہنچنا ہے

افریقہ میں جو عظیم الشان انقلابی تبدیلی واقع ہوئی ہے جہاں دو دو تین تین ہزار احمدی ہوتے تھے وہاں اب پچاس پچاس ہزار سالانہ احمدی ہونے لگے ہیں۔ وہاں یہی ترکیب استعمال کی گئی اور یہی میں نے وہاں کے امراء کو سمجھایا کہ تم یہ کر کے تو دیکھو۔ انفرادی طور پر تم کب تک افریقہ کو دعوت الی اللہ کی کوشش کرتے رہو گے۔ ایک ایک کے پاس پہنچو گے تو جس قدر تم دعوت الی اللہ کرو گے اس سے زیادہ مخالف بچے پیدا ہو رہے ہوں گے۔ ایسے لوگوں تک پہنچو جن تک پہنچنے کے ساتھ تم ہزاروں تک پہنچتے ہو۔ اور بعض ایسے بھی دنیا میں ہیں جن تک پہنچنے سے انسان لاکھوں تک پہنچ سکتا ہے۔ ان تک پہنچو اور قوم کے سربراہوں کو پکڑو۔ ان کو قائل کرو جو ان کے پیچھے چلنے والے ہیں وہ خود بخود چلے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جن جن ممالک میں اس نصیحت پر عمل کیا گیا وہاں حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ بعض جگہ نہیں کیا گیا اور اپنا وقت ضائع کیا گیا۔ پھر پیچھے پڑ کر باہر سے مرکز سے آدمی بھجوا کر زبردستی ان سے یہ طریق جاری کروایا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اب ان کی رپورٹوں کی کیفیت ہی بدل گئی ہے کایا پلٹ گئی ہے۔

دس دس ہزار احمدی ہونے کا واقعہ

ابھی کل ہی ایک ملک سے رپورٹ آئی ہے جو پہلے کہا کرتے تھے کہ ہم آپ کی ساری باتیں مان رہے ہیں۔ سب ہدایتوں پر عمل کر رہے ہیں لیکن نتیجہ نہیں نکل رہا۔ اب رپورٹ آئی ہے۔ خوشیوں سے لگتا ہے کہ قلم سے سیاہی اچھل اچھل کر نکلی ہوگی۔ کود کود کر باہر آ رہی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ عجیب واقعہ ہوا ہے۔ فلاں جگہ جب ہم نے مہم چلائی تو اتنے ہزار احمدی ہو گئے۔ جہاں پہلے سال میں دو دو چار چار احمدی بھی نہیں ہوا کرتے تھے ان علاقوں میں دس دس ہزار احمدی ہونے لگ گئے ہیں۔ تو یہ ایک آزمودہ نسخہ ہے۔ ساری جماعت کو اس کو استعمال کرنا چاہیئے۔ جو شریر لوگ ہیں ان کے بھی بعض سربراہ ہوتے ہیں اگر ان کی اصلاح کرنی ہے تو اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ سربراہوں کو پکڑو۔

سیاست دانوں کی اہمیت

دنیا کے سیاستدان ہمارے لئے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کو اس وقت سمجھانے کی ضرورت ہے۔ اور اگر وہ سمجھ جائیں تو ساری دنیا سے فساد اٹھ سکتے ہیں۔ کم از کم سمٹ ضرور سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں میں چند باتیں خصوصیت کے ساتھ تیسری دنیا کے سیاستدانوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یعنی براہ راست ان تک تو نہیں پہنچے گی یہ بات لیکن جماعت احمدیہ کو جہاں جہاں باتیں پہنچانے کی استطاعت ہے وہاں ان لوگوں کو سمجھائیں اور عقل دیں۔ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے سیاست میں گرتی ہوئی اخلاقی حالت اس وقت دنیا کے لئے سب سے بڑا خطرہ بن گئی ہے۔ اور تیسری دنیا کے سیاستدان تو اخلاقی لحاظ سے تقریباً دیوالیہ ہو چکے ہیں۔ ان کے ہاں تین ہی مقاصد ہیں اس کے سوا معلوم ہوتا ہے سیاست میں حصہ لینے کا اور کوئی مقصد ان کو دکھائی ہی نہیں دیتا۔ اوّل طاقت حاصل کرنا دوسرا طاقت سے چمٹے رہنا۔ جو کچھ ہو جائے طاقت ایک دفعہ حاصل ہو جائے اسے چھوڑنا نہیں تیسرا یہ کہ طاقت حاصل کر کے تمام قومی اور ملی مفادات کو ذاتی خاندانی اور جتھے کے مفادات میں تبدیل کر دینا۔ یہ تین باتیں ہیں جو اس وقت تیسری دنیا کی سیاست کا خلاصہ بن گئی ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں ساری قوم اتنی مصیبتوں میں مبتلا ہوتی ہے اور اس طرح ظلم کی چکی میں پیسی جاتی ہے کہ کسی کو سمجھ نہیں آتی کہ ہو کیا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی تین باتیں ہیں جو ہر برائی کی ذمہ دار بن چکی ہیں۔ سیاستدانوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ تم عقل اور شعور سے کام لو قوم کے دور کے مفادات کی بات سوچو ورنہ تم سارے پیسے جاؤ گے۔ تمہاری داستانیں مٹ جائیں گی۔ یہ وہ دور ہے جبکہ تیسری دنیا کے سیاستدان کو باشعور ہو کر عالمی مسائل کو سمجھتے ہوئے ان کے حوالے سے اپنی سیاست کو درست خطوط پر چلانا ہوگا۔

ہندوستان اور پاکستان کے سیاستدانوں کی حالت

اب میں مثال دیتا ہوں ہندوستان اور پاکستان کے سیاستدانوں کی۔ یہ دونوں سیاستدان ایک لمبے عرصے سے عوام کے جذبات سے کھیل رہے ہیں۔ اور جو باتیں نفرتیں پیدا کرتی ہیں اور ہیجان پیدا کرتی ہیں ان کو استعمال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ دن بدن عوامی مزاج مشتعل ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہیجان پکڑتا چلا جا رہا ہے۔ اور سیاستدان سوچتے ہی نہیں اس کے نتیجے میں کیا نقصانات ہونگے۔ ایک وقت آتا ہے کہ پھر دونوں ملک جنگوں میں مبتلا ہوتے ہیں جیسا کہ کئی دفعہ ہوئے اور ہر جنگ کا نقصان غریب کو پہنچتا ہے۔ اور ایک مستقل نقصان ہے جو غریب کے سر پر سوار ہے اس کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے لیکن اس کے منہ میں مونگ کا دانہ نہیں پڑتا۔ اور وہ یہ ہے کہ انتہائی غریب ہونے کے باوجود یعنی امیر ملکوں کے مقابلے پر دیکھیں تو پاکستان ہندوستان انتہائی غریب ہیں۔ اس کے باوجود ان کے دفاع پر اخراجات امیر ملکوں سے دسیوں گنا زیادہ ہیں۔ ساٹھ ساٹھ فیصد ساری قومی دولت کا دفاع پر خرچ ہو رہا ہے اور جتنا ہندوستان میں ہو رہا ہے ویسا ہی پاکستان میں ہو رہا ہے۔ اور اس بات پر مقابلے ہو رہے ہیں کہ دفاعی ضروریات سب سے اہم ہیں۔ اور اس نعرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی اوٹ میں غریبوں کا پیٹ کاٹ کر ساری قوم کی دولت کو اس سمت میں بہایا جاتا ہے اور مزید کے تقاضے ہوتے ہیں۔ اور جب بھی یہ سوال اسمبلیوں میں اٹھایا جاتا ہے تو آگے سے جواب ملتا ہے کیا تم قوم کے وفادار نہیں ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ خطرات ہیں۔ اور قوم کی بقاء ہر دوسری چیز پر فائق ہے۔ یہ بات تو درست ہے لیکن نعرہ کھوکھلا ہے۔ قوم کی بقاء انسانوں کی بہبود کے لئے کی جاتی ہے۔ اگر قوم کی بقاء انسانی بہبود کا خون چوس جائے تو اس بقاء کا کیا مقصد ہے اور خطرات کے متعلق یہ دیکھا نہیں جاتا کہ آ کہاں سے رہے ہیں۔ خطرات اندرونی ہیں دونوں ملکوں کے۔ بدنیتوں کے فسادات ہیں۔ خودغرضیوں کے فسادات ہیں۔ یا کم عقلیوں کے فسادات ہیں کہ غریب عوام کو بعض جذباتی نعروں میں مبتلا کر کے اتنا زیادہ مشتعل کر دیا جاتا ہے اور پھر ان کی سوچوں کو ایسا ماؤف کر دیا جاتا ہے کہ وہ آئندہ اپنے وہی رہنما چنتے ہیں جو ان باتوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جا رہے ہوں۔ عقل دینے والا رہنما قوم کو پسند ہی نہیں رہتا۔ گویا کہ سیاستدان صرف اپنی معقول سیاست کی قبر ہی نہیں کھودتا بلکہ ہمیشہ کے لئے قوم کے مفادات کو دفناتے کے لئے قبر کھود رہا ہوتا ہے۔

جب میں ہندوستان گیا تھا تو بعض دانشوروں سے میری گفتگو ہوئی۔ کشمیر کا مسئلہ تھا مثلاً میں نے ان سے کہا کہ آپ عقل سے کام لیں اور اس مسئلہ کو اس طریق پر سلجھائیں۔ تفصیلی باتیں ہوئیں تو انہوں نے کہا کہ جی یہ تو یہ مسئلہ ہے پاکستان یوں کر رہا ہے فلاں یوں کر رہا ہے۔ میں نے کہا دیکھیں آپ یہ فرضی باتیں یا مصنوعی باتیں چھوڑ دیں واقعہ یہ ہے کہ آپ کے ملک کا غریب کشمیر کی چکی میں پیسا جا رہا ہے۔ اگر کشمیر کا مسئلہ اتنی دیر تک نہ چلایا جاتا تو ہندوستان کے دفاع پر آپ کو دسواں حصہ بھی خرچ نہ کرنا پڑتا۔ یہی حال پاکستان کا ہے۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ نہیں۔ اگر ہے تو عقل سے کام لیں۔ غور کریں کہ کتنی خوفناک جو خون چوسنے والی جونک لگ گئی ہے آپ کے ساتھ اس کو اتارنا کس طرح ہے۔ اب تو یوں لگتا ہے کہ جونک پالنے کے لئے سارا خون بنایا جا رہا ہے۔ جب باتیں تفصیل سے آگے بڑھیں تو وہ بات سمجھ گئے۔ اور میں اس بات سے بڑا خوش ہوں کہ ہندوستانی سیاستدانوں نے جب بات سمجھی ہے تو اس کے مطابق پھر اپنے آپ کو ڈھالنے کی بھی کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ بات سمجھ کر انہوں نے کہا کہ میں بات سمجھ تو گیا ہوں کہ ضرورت اسی بات کی ہے۔ اور جو اصول آپ نے بیان کئے ہیں اس سے مجھے اتفاق ہے کہ انہی اصولوں پر معاملات طے ہونے چاہئیں مگر کریں کیا ہمارے عوام اس کو سن ہی نہیں سکتے۔ عوام میں ان باتوں کی برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کیوں ہوا ہے؟ اس لئے کہ بیس تیس چالیس سال سے آپ لوگ یعنی قوم کے رہنما عوام کا مزاج بگاڑ رہے ہیں اس کی بیماریوں کی پرورش کر رہے ہیں اس کے مزاج کی اچھی صحت مند حالتوں کو اجاگر کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ دو قسم کے نبضوں پر ہاتھ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ایک حکیم ہے جو نبض پر ہاتھ رکھتا ہے وہ اس لئے کہ نبض کا مزاج سمجھے اور بیمار مزاج کی اصلاح کی کوشش کرے اور ایک سیاستدان ہے جو قوم کی نبض پر انگلیاں رکھ دیتا ہے اس نیت سے کہ مزاج کو سمجھے اور بگڑے ہوئے مزاج کو اور ابھارے بالکل برعکس مقاصد کے لئے نبض دیکھی جاتی ہے۔ یعنی ہمارے غریب ملکوں میں یہی حال ہے اس وقت کہ ہر سیاستدان سب سے بڑا قابل اور عیار اور شاطر سیاستدان وہ ہوگا جو قوم کی نبض بیمار کو سمجھ کر اس بیماری کو ابھارے۔ اس کے ساتھ کھیلے اور اس کے نتیجے میں اس بیماری کا پھل بن جائے۔ اس بیماری سے طاقت حاصل کر کے وہ قوم کا رہنما بنے جب تک سیاست کے مزاج کی اصلاح نہیں کی جاتی ان کو سمجھایا نہیں جاتا کہ تم دیکھو ہم لوگ مارے جا رہے ہیں پیسے جا رہے ہیں مظالم میں ہمارے ہاں غربتیں بڑھ رہی ہیں سفاکی بڑھ رہی ہے ظلم بڑھ رہے ہیں اور جتنا جتنا ملک اقتصادی لحاظ سے نیچے گرے گا۔ اتنا ہی جرائم اوپر کی طرف بڑھیں گے کیونکہ یہ طبعی قانون ہے جس کو آپ کبھی بدل نہیں سکتے۔ اقتصادی گراوٹ کی صورت میں لازماً جرائم بڑھتے ہیں اقتصادی ترقی سے بھی بڑھتے ہیں تو اور قسم کے۔ مگر جب قوم اقتصادی ترقی کا کچھ مزا دیکھ لے اور کچھ مزاج گندے ہو چکے ہوں پھر اقتصادی گراوٹ بہت تیزی کے ساتھ جرائم کی پرورش کرتی ہے تو آپ کا تو آوے کا آوا بگڑ چکا ہے۔ بگڑ جائے گا اگر آج نہیں بگڑا۔ آثار بہت خطرناک ہیں یہ انہیں سمجھانے کی ضرورت ہے۔

عدل کا اصول اپنانے کی ضرورت

پھر یہ بتلانے کی ضرورت ہے کہ سیاست میں کچھ اصول بنائیے۔ معاملات حل کرنے سے پہلے آپس میں یہ تو فیصلہ کریں کہ ہم عدل کو دنیا میں قائم کریں گے اور جو بھی معاملات طے ہونگے عدل کے اصول پر۔ کیونکہ عدل کا اصول کسی بارڈر کے پاس جا کر رک نہیں جایا کرتا۔ عدل ایک بین الاقوامی تصور ہے۔

ہندوستان پر بھی اسی طرح اس کی راجدھانی ہوگی جس طرح پاکستان پر ہو گی لیکن عدل کی اطاعت تو قبول کریں اگر نہیں کریں گے تو کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ تلوار کے ذریعے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ تلوار کے ذریعے اور زیادہ مسائل پیدا ہونگے خون بہیں گے۔ غریبوں کے خون چوسے جائیں گے۔ دن بدن آپکی اخلاقی حالتیں گرتی چلی جائیں گی۔ اس لئے ایک ہی طریق ہے جس کو آپکو لازماً اپنانا پڑے گا۔ یعنی عدل کا وہ تصور قبول کریں جو قرآن کریم نے پیش فرمایا ہے۔ نہ وہ مذہب کو جانتا ہے نہ وہ رنگ و نسل کو جانتا ہے نہ کسی جغرافیائی حدود کا آشنا ہے وہ انسانیت کا آشنا ہے۔ انسانیت کا دوست ہے۔ پس یہ قطعی فیصلہ کرنے کے بعد جو بہت مشکل اور کڑوا فیصلہ ہے پھر بعض نتائج نکلنے ہونگے پھر قوم کی تربیت کرنی ہوگی۔ دونوں طرف ایک بڑی وسیع مہم چلانی ہوگی کہ قوم کے مزاج میں عدل داخل کیا جائے۔ ان کی نفسیاتی کمزوریوں کو پکڑ کر ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔

مذہب کی تعلیم کے دشمن اور اعتقادات کے عاشق

اسی ضمن میں ایک بہت ہی اہم بات مذہب سے تعلق رکھنے والی ہے۔ مذہب کا استعمال ان دونوں ملکوں میں اتنا بھیانک ہے اور اتنا منفی ہے کہ اگر سیاسی اصلاح ہو بھی جائے تو مذہب اس قوم کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ مذہب میں آج تک شائد کبھی کسی قوم میں ایسی ٹریجیڈی اتنا بڑا المیہ نہ ہوا ہو جتنا اس وقت پاکستان اور ہندوستان میں ہو رہا ہے (—) اس لئے صرف سیاست کی اصلاح کی بات نہیں ہے۔ سیاست کو مذہبی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی۔ اور پہلی توجہ تو یہ کریں کہ مذہب میں دخل اندازی چھوڑ دیں۔ سب سے بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ سیاست خود مذہب کو گندہ کرنے میں مددگار ثابت ہو جاتی ہے۔ وہی نبض والا حال ہے۔ مذہبی لوگوں کی نبض پر سیاستدان ہاتھ رکھتا ہے اور جو ان میں شریف النفس لوگ ہیں ان کو ناکارہ کر کے ایک طرف پھینکتا چلا جاتا ہے۔ اور جو حق گو ہیں جو ہر حال میں کلمۂ حق بیان کرنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ سیاستدان کے کسی کام کے نہیں رہتے۔ وہ سارے گندے انڈوں کی طرح ایک طرف پھینک دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ "صالح انڈے"، سیاست کی نظر میں، باہر نکالے جاتے ہیں جن میں سے ہر انڈہ گندا اور بدبودار ہے جو زہر سے بھرا ہوا ہے اور ان مذہبی رہنماؤں سے آشنائی کی جاتی ہے جو مغلظات بولتے گند پھینکتے ہر طرف ظلم کی تعلیم دیتے اور محبتوں کو مٹاتے اور نفرتوں کو اجاگر کرنے والے سیاستدان، یہ مذہبی لوگ، پھر سیاستدان کے قریبی اور دوست بن جاتے ہیں۔

مذہب میں بنیادی اصول جاری کرنیکی ضرورت

مذہبی دنیا میں بھی بعض اصول جاری کرنے کی ضرورت ہے۔ دونوں طرف ہندوستان میں بھی اور پاکستان میں بھی۔ جس طرح سیاست میں عدل کے تصور کو اپنانے کے بعد اس اصول کو پکڑ بیٹھنے کے بعد پھر مسائل حل ہو سکتے ہیں اسی طرح مذہبی امور میں بھی بعض بنیادی اصولی فیصلے کرنے ہوں گے۔

ایک فیصلہ تو یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے مذہب کو اپنی سیاست پر حکمران نہیں کریں گے۔ یہ مضمون جو ہے یہ میں تفصیل سے سمجھاتا ہوں۔ مذہبی اقدار کو مذہبی اخلاق کو سیاست پر حاکم کرنا ضروری ہے۔ لیکن مذہبی نظریات کو اگر سیاست پر حاوی کر دیں گے تو دونوں جگہ مختلف قسم کی متقابل حکومتیں وجود میں آئیں گی۔ اگر پاکستان میں مثلاً ایسی حکومت جس کو وہ اسلامی کہتے ہیں جس کا تصور واضح ہو کر کسی مولوی کے دماغ میں بھی آج تک نہیں ابھرا لیکن نعرہ موجود ہے۔ پس میں اس نعرے کے حوالے سے کہتا ہوں کہ جسے وہ اسلامی حکومت کہتے ہیں اگر وہ حکومت نافذ کریں تو جہاں تک میں نے ان کے اسلامی تصور کا مطالعہ کیا ہے وہ عدل سے عاری ہے۔ وہ یکطرفہ ہے۔ اس کا نعرہ ہی یہی ہے کہ اس ملک میں اول شہری مسلمان ہوگا اور ہر دوسرے شہری کے کوئی حقوق نہیں ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گے مسلمان کے تابع ہونگے۔ یہاں تک کہ مسلمان کے مقابل پر اس کی گواہی بھی نہیں سنی جائے گی۔ اس قسم کا خوفناک مذہبی نظام جاری کرنے کا تصور مولویوں کے دل میں ہے کہ اگر اس تصور کو قبول کر لیں اور سیاست کو مذہب کے تابع کر دیں تو اس کے برعکس ہندوستان میں بھی یہ حق ہو گا اور ایک طبعی انسانی حق ہو گا کہ وہ ہندو تصور کو وہاں نافذ کرے۔ پس اگر ہندوستان میں ہندو مذہبی تصور قانون کا حصہ بن جائے یا قانون پر حکومت کرنے لگے۔ اور پاکستان میں مسلمانوں کا ہو جو اسلامی تصور پاکستان کا حکمران ہو جائے تو ناممکن ہے کہ قیامت تک ان دونوں قوموں میں صلح ہو سکے۔ پھر تو دونوں طرف خون کی ہولیاں کھیلی جائیں گی۔ اور ہمیشہ ایک دوسرے سے نفرت بڑھتی ہی چلی جائے گی اور سیاسی اصلاح ایک کوڑی کے کام کی بھی نہیں رہے گی۔ اس لئے یہ دونوں اصلاحیں بیک وقت ضروری ہیں۔ یہ اصول بنانا ضروری ہے کہ ہندوستان میں بھی حکومت آزاد ہو اور انصاف پر مبنی ہو۔ حق پر مبنی ہو کسی ایک مذہب کے تصور پر مبنی نہ ہو۔ تمام بنی نوع انسان جو اس ملک کے باشندے ہوں ان تمام کے حقوق برابر ہوں اور چونکہ ان کے مذہب مختلف ہو سکتے ہیں اس لئے مذہب کی طرف سے حقوق نہیں بانٹے جائیں گے بلکہ ایک یکساں انسانی اصول کے تابع حقوق بانٹے جائیں گے اور وہ وہی تصور ہے جس کو قرآن کریم عدل اور حق کے تصور کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہ فیصلہ جب ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی بعض اس کی مزید کڑیاں ہیں انکو بھی دیکھنا ہوگا۔ ان پر بھی ہاتھ ڈالنا ہو گا۔ ورنہ صحیح معنوں میں انصاف کے ساتھ ان باتوں پر عمل ہو نہیں سکتا یعنی سنجیدگی اور سچائی کے ساتھ ان باتوں پر عمل نہیں ہو سکتا۔ وہ ہے مذہبی نفرتیں پیدا کرنے کا رجحان۔ مذہب میں ایک دوسرے کے خلاف غلیظ زبانیں استعمال کرنے کا رجحان۔ مذہبی دل آزاری کا تصور اور یہ کوشش کہ مذہبی دل آزاری کے نام پر مقابل کے حقوق تلف کر لئے جائیں۔ یہ بیماریاں ہیں جن کی اصلاح کے بغیر اعلیٰ درجے کا مذہبی ماحول قائم نہیں ہو سکتا اس سلسلے میں تین چار باتیں اصول کے طور پر مختصراً میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

پہلا مذہبی اصول جو دونوں طرف تسلیم کرنا اور پھر سمجھوتوں کے ذریعے رائج کرنا ضروری وہ مذہبی آزادی کا حق ہے۔ ہر قوم کو ہر طبقے کو ہر طبقہ فکر کو مذہبی آزادی کا حق ہو گا۔ اس پر دونوں حکومتوں کے سمجھوتے ہونے ضروری ہیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ مذہبی آزادی کا جب حق آپ دیتے ہیں تو اگلا قدم تبلیغ کا بیچ میں داخل ہو جاتا ہے۔

کیا الف کو ب کو تبلیغ کرنے کی اجازت ہے یا ب کو بھی الف کو تبلیغ کرنے کی اجازت ہے۔ مذہبی آزادی کے تصور میں ہر طرف سے ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے انسان کو تبلیغ کا حق ہو گا۔ جب تبلیغ کا حق دیتے ہیں تو پھر فتنہ و فسادات کا گویا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ کیا تبلیغ کا حق دینا اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھولنا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یہ مسئلہ حل کرنا ضروری ہو گا۔

تبلیغ سے فتنہ کیوں پھیلتا ہے؟

تبلیغ کے ذریعے فتنہ کیوں پھیلتا ہے؟ پہلے تو اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ اگر اس لئے پھیلتا ہے کہ تبلیغ کرنے والا غلیظ زبان استعمال کرتا ہے گند بولتا ہے مخالف آدمی کو اور اس کے رہنماؤں کو گالیاں دیتا ہے اور جہاں زور چلے وہاں تلوار استعمال کرتا ہے تو پھر اس چیز کا نام تبلیغ کی آزادی یا تبلیغ کا حق دینا نہیں ہے۔ یہ تو حد سے زیادہ حماقت اور جہالت ہے اسے تبلیغ قرار دے ہی نہیں سکتے۔ اس لئے اسکو تبلیغ کا حق قرار دے کر اس کو کسی ملک میں جائز قرار دینا خودکشی کے مترادف ہو گا۔

دوسری دیکھنے والی بات یہ ہے کہ تبلیغ کے نتیجے میں فساد کیوں ہوتا ہے اس کا کوئی اور جواب کیا ہے۔ اس کا دوسرا جواب اور حقیقی اور اصل جواب وہ ہے جو انبیاء کے آغاز پر ان کی خون سے لکھی ہوئی تحریر سے ہمیں ملتا ہے۔ جتنے دنیا میں انبیاء آئے ہیں جتنے بڑے بڑے مذہبی رہنما مقدس بزرگ پیدا ہوئے ہیں انہوں نے جب بھی تبلیغ کی ہے فتنہ و فساد ہوا ہے اور خون بہایا گیا ہے اور یہ بات آغاز آفرینش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مکالمے کی صورت میں لوح محفوظ پر لکھ رکھی تھی۔ اور قرآن کریم نے اس لوح محفوظ سے لے کر ہمارے سامنے بیان کی ہے خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں دنیا میں خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے جواب دیا کہ کیا اس لئے کہ وہ خون بہائے زمین میں اور فساد برپا کرے۔ تو فرشتوں سے بھی اپنی لاعلمی کے نتیجے میں یا معصومیت کے نتیجے میں ابن آدم کو خدا کے خلیفہ کو ہی ذمہ دار قرار دے دیا۔ اس فساد اور اس فتنے کا جو اس کی پیدائش کے بعد ظہور میں آنا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو رد کر دیا غلط قرار دے دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ غلط تجزیہ کر بیٹھے ہیں۔ پس سیاستدان کے لئے بھی ضروری ہے کہ خدا کے تجزیے کو قبول کرے اور ان کو جو فرشتے دکھائی دیتے ہیں ان کے تجزیے کو رد کر دے (۔) خدا ہی کا تجزیہ درست ہے اور اللہ کا تجزیہ جو بعد میں نبوت کی تاریخ کی صورت میں ہمارے سامنے کھلا ہے اور کھلتا چلا گیا ہے وہ یہ ہے کہ نبیوں نے تبلیغ میں ہمیشہ محبت سے پیغام دیا ہے عقل سے پیغام دیا ہے انصاف کے ساتھ پیغام دیا ہے صلح کا پیغام دیا ہے اور ہدایت اور حق کی طرف جس کو وہ حق سمجھتے تھے پورے خلوص کے ساتھ بلایا ہے۔ قوم کو مار مار کر یہ باتیں نہیں سمجھائیں بلکہ یہ باتیں سمجھاتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ قوم نے مار مار کر انہیں لہولہان کر دیا۔

طائف میں تبلیغ کا واقعہ

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب طائف گئے تھے اس وقت بھی تو ایک فتنہ پیدا ہوا تھا آج کے سیاسی رہنما اس ایک واقعہ کو بھی دیکھ لیں تو ان کے چودہ طبق روشن ہو جائیں۔ تب انہیں سمجھ آئے کہ فتنہ ہوتا کیا ہے اور تبلیغ کی آزادی کا حق کسے کہتے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک غلام کو ساتھ لے کر طائف کی سنگلاخ پہاڑیوں پر گئے اور تبلیغ شروع کی تو چاروں طرف سے گالیوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ قوم کے سرداروں نے آپ کے پیچھے غنڈے اور لفنگے لگا دیئے۔ جھولیوں میں پتھر بھرے ہوئے تھے اور منہ سے گالیاں بک رہے تھے اور پتھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر برسا رہے تھے۔ یہاں تک کہ خون بہتا بہتا جوتوں میں چلا گیا۔ اور اپنے خون کی دلدل سے پاؤں اٹھانا مشکل ہو گیا۔ بڑے صبر کے ساتھ بڑے ہمت اور حوصلہ کے ساتھ اسی طرح حق کا پیغام دیتے ہوئے آپ اس بستی سے باہر نکلے ہیں وہ وقت تھا جب کہ آدم اور خدا کا مکالمہ ایک حقیقت کے طور پر دنیا کے سامنے ابھرا ہے۔ اور اس مکالمے کی صداقت کو پہچاننے کا اس سے بہتر کوئی وقت دنیا پہ کبھی نہیں آیا۔ وہ کون سا فساد تھا اور کون سا خون تھا جو بہایا گیا۔ اس سب سے سچے انسان کا دنیا کے سب سے معصوم انسان کا خون تھا جو بہایا گیا۔ اس نے کسی کا خون نہیں بہایا تھا۔ فساد اس کے خلاف استعمال ہوا تھا۔ فساد اس نے برپا نہیں کیا تھا۔ پس ہر شخص کا یہ حق ہے کہ وہ اس بات کا پیغام دوسرے کو پہنچائے جس کو وہ سچائی سمجھتا ہے اس کے نتیجے میں اگر فساد برپا ہوتا ہے تو فساد برپا کرنیوالے اس کے ذمہ دار ہیں۔ خدا اور خدا کے نبی اس کے ذمہ دار نہیں۔ پس اگر اس اصول کو سمجھ کر انصاف قائم کرنا ہے اور مذہبی آزادی کا حق دینا ہے تو تمام مذہبی فساد دنیا سے مٹ سکتے ہیں۔ وہ اس صورت میں کہ اگر ایک کروڑ آدمی بھی ایک معصوم آدمی کے درپے ہوں گے تو ارباب حکومت جب تک اس حکومت پر فائز ہیں وہ ایک کروڑ کی مخالفت کریں گے۔ اس ایک کے حق میں بولیں گے۔ کیونکہ جب محمد رسول اللہ کا خون طائف میں بہایا جا رہا تھا تو تمام دنیا کے اربوں انسان بھی اگر اسوقت آپ کے مخالف ہوتے تو خدا اور اسکے فرشتے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں کھڑے ہو جاتے اور ان کروڑوں کو جھوٹا قرار دیتے اور ہلاک ہونے کے لائق قرار دیتے۔ یہ قانون ہے انصاف ہے جو مذہب کی دنیا میں لازماً لاگو کرنا ہو گا اس کے بغیر مذہبی دنیا میں امن قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی وہ انصاف تھا جس نے نوحؑ کی قوم کے ساتھ ایک سلوک کیا ہے عجیب انصاف ہے چند آدمیوں کی خاطر لاکھوں کو صفحہ ہستی سے کلیۃً ہمیشہ کے لئے مٹا دیا گیا۔ لیکن اس لئے کہ فساد کے وہ ذمہ دار تھے نہ کہ وہ چند معصوم۔

کمزور کی مخالفت کی غلط سیاست

آج کل کی حکومتوں کا یہ قانون ہے کہ یہ دیکھو کہ دو متعادر گروہوں میں سے کمزور کون سا ہے اور طاقت ور کون سا ہے۔ اور یہ تسلیم شدہ سیاسی اصول ہے کہ ہرگز کمزور کی خاطر خواہ وہ حق پر ہو طاقت ور اکثریت سے مقابلہ نہیں کرنا۔ اگر یہ اصول آپ کی سیاست کا راہنما رہا تو نہ ہندوستان میں شرافت زندہ رہ سکتی ہے نہ پاکستان میں شرافت زندہ رہ سکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بھی اس قسم کی باتیں ہیں جو مختلف زاویوں سے بیان کی جاسکتی ہیں لیکن وقت چونکہ تھوڑا باقی رہ گیا ہے میں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے ایک دو اقتباس پیش کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

حضور فرماتے ہیں:

"اس بات کو کون نہیں جانتا کہ سخت دشمنی کی جڑ ان نبیوں اور رسولوں کی تحقیر ہے۔ جن کو ہر ایک قوم کے کروڑ ہا انسانوں نے قبول کر لیا ہے"

پھر فرماتے ہیں:

"دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گذار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دے نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچا دے۔ ایسے نازک وقت یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جب کہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے"

آپ ہندو اور مسلمان کو مخاطب ہیں۔ آج میں بھی ہندو اور مسلمان کو خصوصیت سے ساتھ پاکستان کے مسلمان اور ہندوستان کے ہندو کو مخاطب ہوتے ہوئے یہ کہتا ہوں۔

"دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہو رہے ہیں زلزلے آرہے ہیں قحط پڑ رہا ہے اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بد عملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی"

عالمگیر تباہیوں کا خطرہ

میں جو بار بار ہندوستان اور پاکستان کو عقل اور انصاف سے سمجھوتوں کی تعلیم دے رہا ہوں اسکی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مجھے آئندہ دنیا میں بہت بہت خوفناک ابتلاء اور جنگیں دکھائی دے رہی ہیں کچھ قرآنی تعلیم پر مبنی جو میں سمجھتا ہوں ایسے ابتلاء ہیں جو عالمگیر ہونگے اور بہت بڑی تباہیاں لائیں گے۔ اور کچھ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی بتائی ہوئی خدائی خبروں پر مبنی کچھ سیاسی حالات نے جو اپنی کہانی اپنے مستقبل کی کہانی آج کے افق پر لکھنی شروع کر دی ہے اسکو پڑھتے ہوئے مجھے معلوم ہے کہ بہت سخت دن آگے آنے والے ہیں۔ اور غریب قوموں کا فرض ہے کہ آج سنبھلیں اور اپنے حالات درست کریں۔ ورنہ ان حالات کا مقابلہ کرنے کی ان میں کوئی صلاحیت باقی نہیں رہے گی۔ امیر قومیں ہمیشہ غریبوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر ان کو آپس میں لڑاتی ہیں اور اس کے نتیجے میں وہ دونوں طرف کے لوگ امیر قوموں کو اپنا ہمدرد سمجھتے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑتے ایک دوسرے کا خون چوس کر ہتھیار خریدتے ہیں اور وہ ہتھیار ایک دوسرے کا خون بہانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ایک مختصر سی کہانی ہے جو سارے دور کی تاریخ کا خلاصہ بن چکی ہے۔ ہر سیاست دان یہ جانتا ہے۔ ڈیوائڈ اینڈ رول DIVIDE AND RULE (لڑاؤ اور حکومت کرو) کی پالیسی کوئی ایسی پالیسی تو نہیں جس کو سمجھنے کے لئے غیر معمولی عقل و دانش کی ضرورت ہو یا تعلیم کی ضرورت ہو۔ سکول کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ مغربی قوموں نے دنیا پر ڈیوائڈ اینڈ رول کے ذریعے حکومت کی ہے اور ہمارے سیاست دان انہی سکولوں کے پڑھے ہوئے ہیں۔ جہاں ابتداء ہی میں قاعدوں میں یہ بات لکھی گئی تھی لیکن مرتے دم تک کوشش نہیں کرتے اسلئے کہ خود غرضی اندھا کر دیتی ہے۔ جانتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ جانتے ہیں کہ ہم خود کو اپنے ہاتھ سے ان لوگوں کے ہاتھ میں کھلونا بنائے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے عوام کی عزت ہماری قوم کا مستقبل داؤ پر لگ گیا ہے اس کے باوجود نفسانی خود غرضیوں کے نتیجے میں وہ تین محرکات جو سیاست کے میں نے آپ کے سامنے رکھے تھے۔ وہ ان کی آنکھوں کے سامنے پردے بن جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ تین پردے ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے ایک کانوں پر پڑ جاتا ہے۔ ایک آنکھوں پر پڑ جاتا ہے اور ایک وہ ہے جو دل پر مہر لگا دیتا ہے تمام وہ صلاحیتیں مسخ ہو جاتی ہیں۔ جن صلاحیتوں کی قوم کے رہنماؤں کو ضرورت پڑتی ہے۔

پس جماعت کو چاہیئے کہ ساری دنیا میں یہ باتیں سمجھا سمجھا کے (سعی) کرے اگر آج ہم نہیں سمجھیں گے تو کل ہم یہ سمجھنے کے لائق نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالے ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ کم سے کم احمدیت کو یہ تو تسلی ہو گی کہ ہم اگر مرے ہیں تو راہِ حق پر مرے ہیں۔ نیکی کی (دعوت دیتے) ہوئے مرے ہیں۔ ایسا شخص جو نیک کام پر جان دیتا ہے۔ وہ جس قدم پر گرتا ہے (خدا کی راہ میں مرنے) کی زندگی اسے نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالے ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۷۴۷ میں امۃ القیوم بنت چوہدری لطیف احمد شاہد قوم کاہلوں پیشہ طالب علم عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر ۱۴۱، دارالصدر شرقی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳-۱۱-۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد ۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱۰/۱ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ امۃ القیوم کوارٹر نمبر ۱۴۱، صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ لطیف احمد شاہد وصیت نمبر ۱۵۵۱۸ والد موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ نفیس احمد برادر موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۷۴۸ میں محمد اختر ولد خیر دین صاحب قوم وانگرہ جٹ پیشہ ملازمت تجارت عمر ۴۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر ۲۰۸ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰-۱۱-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ۱۰ مرلہ واقع دارالنصر شرقی ربوہ مالیتی ۱۰۰۰۰۰ روپے (۲) موٹر سائیکل خستہ حالت مالیتی ۲۰۰۰ روپے (۳) فریج مالیتی ۵۰۰۰ روپے (۴) پلاٹ واقع نصیر آباد ربوہ مالیتی ۵۰۰۰ (۵) سرمایہ تجارت اندازاً ۷۰۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۷۴۳+۱۰۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت و تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱۰/۱ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد اختر کوارٹر نمبر ۲۰۸ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد اکرم وصیت نمبر ۱۷۸۰۹، گواہ شد نمبر ۲۔ منیر احمد صدیقی ولد چوہدری بشیر احمد دارالصدر شرقی ربوہ۔

آپ کے خون کا عطیہ ایک قیمتی زندگی بچا سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

○ محترمہ سعدیہ داؤد صاحبہ بنت مکرم داؤد احمد فرخ صاحب آف نسبت روڈ لاہور کا نکاح مکرم محمد وسیم صابر صاحب ولد مکرم محمد صابر شیخ صاحب آف گلشن راوی لاہور سے محترم حنیف احمد محمود صاحب مربی سلسلہ دارالذکر نے مورخہ ۱۴ دسمبر ۹۲ء کو لاہور میں پڑھا۔ رخصتانہ کی تقریب مورخہ ۲۱ دسمبر کو عمل میں آئی جبکہ اگلے روز ولیمہ کا انتظام مکرم محمد صابر شیخ صاحب نے گلشن راوی میں رائل پیلس ہال میں کیا۔

احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم ریاض احمد صاحب چوہدری دارالصدر غربی ربوہ کا موتیا کا اپریشن فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہوا تھا۔ معاً بعد بندش پیشاب کی تکلیف ہو گئی۔ دونوں کامیاب اپریشن ہونے کے بعد ڈیڑھ ماہ بعد گھر واپس آ گئے ہیں مگر کمزوری بہت ہے۔

○ مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب مقیم لندن ایک سال سے بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں۔

○ مکرم مبشر احمد انور صاحب کینیڈا کے بیٹے دھنیال احمد کی ٹانگ کا فریکچر ہو گیا ہے۔ عزیزم کی عمر اڑھائی سال ہے۔

○ محترمہ مسرت بٹ صاحبہ بیمار ہیں اور فیصل آباد ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ عزیزم ایاز احمد صاحب ابن مکرم نثار احمد صاحب چوہان احمد نگر بعمر ۹ سال عارضہ قلب میں مبتلا ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہیں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

سانحۂ ارتحال

○ محترم عبدالغفار صاحب ٹھیکیدار آف دھرم پورہ لاہور بقضائے الٰہی مورخہ ۱۹ دسمبر ۹۲ء کو بعمر ۵۶ سال وفات پا گئے ہیں آپ مکرم عبدالخالق صاحب دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے بڑے بھائی تھے۔

○ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ پروفیسر خواجہ عبدالعزیز صاحب حقانی ایم اے دختر خواجہ غلام نبی صاحب آف ڈیرہ دون رفیق حضرت بانی سلسلہ) ۳۰ دسمبر ۹۲ء کو اسلام آباد میں وفات پا گئیں۔ آپ کا جنازہ ۳۱ دسمبر کو مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے بعد عصر بیت المبارک میں پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔ آپ مکرم خواجہ عبداللطیف صاحب آف ڈیرہ دون کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

○ محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ بنت مکرم محمد دین صاحب زوجہ مکرم محمد فاتح ساہی صاحب قاضی پہاڑنگ ضلع سیالکوٹ ۲۳ دسمبر ۹۲ء رات وفات پا گئیں۔

احباب ان سب کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

گمشدہ نقدی

○ کسی شخص کے ڈاکخانہ ربوہ میں پانچ صد روپے گر گئے ہیں اگر کسی کو ملے ہوں تو دفتر صدر عمومی میں پہنچا دیں۔

تلاش گمشدہ

○ جلسہ قادیان سے واپسی پر مورخہ ۲ جنوری ۹۳ء کو لاہور ریلوے سٹیشن پر ایک بھورے رنگ کا ہینڈ بیگ گم ہو گیا ہے اگر کسی دوست کو ملا ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

اسامہ بن ظریف۔ ۳۹۷۔ اے، بلاک بی یونٹ نمبر ۴۔ لطیف آباد۔ حیدر آباد۔

نصاب امتحان مجالس انصار اللہ
سہ ماہی اول ۹۳ء

○ تمام زعماء کرام آگاہ ہوں کہ انصار اللہ کے امتحان سہ ماہی اول ۹۳ء کے لئے مندرجہ ذیل نصاب مقرر کیا گیا ہے۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۷ نصف اول
۲۔ کتاب فتح ......
۳۔ کتاب بنیادی معلومات

تمام انصار بھائیوں کو اس نصاب سے آگاہ کیا جائے اور گاہے گاہے یاد دہانی بھی کروائی جائے۔ نصابی کتب اپنے مقامی/ضلعی بک سٹال سے حاصل کی جائیں۔

(قیادت تعلیم۔ مجلس انصار اللہ پاکستان)

بیگ ملا ہے

○ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۹۳ء کو قادیان سے واپس آنے والوں میں سے کسی کا ایک بیگ غلطی سے ہمارے پاس آ گیا ہے۔ جن کا ہو وہ نشانی بتا کر ذیل کے پتہ سے حاصل کریں

بشارت احمد صابر ۲/۲ دارالنصر غربی ربوہ۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنے بیٹے "منیب احمد محمود" کا نام تبدیل کر کے "عامر محمود" رکھ لیا ہے آئندہ اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے

حامد محمود ولد مولوی عبدالغفور ۹/۱۱ دارالنصر غربی ربوہ۔ ضلع جھنگ

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۷۴۵ میں سمیرہ کوثر بنت چوہدری نذیر احمد قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۱/۲۳ دارالبرکات ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱-۸-۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی بالیاں وزنی ۲ ماشہ۔ اس وقت مجھے مبلغ پچاس ۵۰/ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ ۹-۸-۹۱ سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ سمیرہ کوثر ۱۱/۲۳ دارالبرکات ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ماجدہ بیگم والدہ موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبدالباسط ولد محمد دین ۱۹/۱۴ دارالبرکات ربوہ۔

رشید برادرز ٹینٹ سروس
R.B T.S
گولبازار۔ ربوہ
نئی اور جدید کراکری کے ساتھ
ہر قسم کی معیاری پکوائی کا انتظام موجود ہے
زیر نگرانی
رفیع الدین۔ گولبازار۔ ربوہ

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکریم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
فون ۶۳۲۵۵۱۱
پروپرائیٹرز
میاں عبداللطیف شاہکوٹی
اینڈ سنز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۱ جنوری۔ ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ کبھی کبھی دھوپ نکل آتی ہے

○ امریکہ میں پاکستانی سفیر بیگم عابدہ حسین نے کہا ہے کہ یہ محض بھارت کا پروپیگنڈہ ہے کہ پاکستان دہشت گردی میں ملوث ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے اعلیٰ سطحی رابطوں کے ذریعے امریکہ کو یقین دلا دیا ہے کہ پاکستان کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے مزید کہا ہے کہ بھارت ماضی میں گولڈن ٹمپل پر حملے اور بابری مسجد کو شہید کر کے دہشت گردی کا مرتکب ہو چکا ہے۔

○ کابل پر جو بمباری ہو رہی ہے اس سے بچنے کے لئے افغانی صدر ربانی نے اپنا دفتر تبدیل کر لیا ہے۔ مخالفین ان کے دفتر ہی کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ وہ ان کے صدر منتخب کئے جانے سے خوش نہیں ہیں۔

○ جنرل آصف نواز مرحوم کے متعلق مغربی سفارتکاروں کا کہنا ہے کہ وہ سب سے زیادہ ہوشمند انسان تھے پاکستان کی سہ طرفہ قوت یعنی صدر مملکت وزیر اعظم اور چیف آف آرمی سٹاف ان میں چیف آف آرمی سٹاف ہی سب سے زیادہ ہوشمند تھے جو عقل اور منطق کو پوری طرح استعمال کر سکتے تھے۔

○ راولپنڈی اور اسلام آباد میں تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ جنرل آصف نواز کی وفات سے طاقت کا توازن بگڑ گیا ہے۔ انہوں نے پاکستان کے ایک بہت بڑے مسئلے سندھ کی حالت زار کے حل کرنے کے لئے جو کوششیں کیں وہ ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ بعض تجزیہ نگاروں کا خیال جس کا اظہار میڈیا کی طرف سے کیا گیا ہے یہ ہے کہ جنرل آصف نواز کی موت ہو سکتا ہے کہ ایک لسانی اور سیاسی پارٹی جسے سندھ میں ختم کیا گیا ہے کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوئی ہو۔ اگرچہ بظاہر تو ان کی موت میں کسی کا ہاتھ نظر نہیں آتا کیونکہ وہ گھر میں ہی تھے۔ جاگنگ کچھ زیادہ کرنے کے بعد پسینے میں شرابور انہوں نے اپنی بیگم کو بلایا اور اس وقت ان کے سینے میں درد اٹھا جو دل کا حملہ تھا اور ہسپتال پہنچائے گئے وہاں کچھ دیر بعد بیماری میں تخفیف محسوس ہوئی لیکن دل کا ایک اور حملہ ہوا اور وہ چل بسے لیکن بہرحال میڈیا نے بعض لوگوں کے اس خیال کو بھی پیش کیا ہے کہ ان کی موت میں کسی کا ہاتھ ہو سکتا ہے اور سپریم کورٹ کے جج سے اس کی تحقیق کرائی جانی چاہیے۔

○ یحییٰ بختیار نے کہا ہے کہ دستور پاکستان صدر مملکت کو اس بات کا حق نہیں دیتا کہ وہ چیف آف آرمی سٹاف کو از خود مقرر کریں۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ وہ کوشش کریں گے کہ امریکہ کے ساتھ حالات بہتر سے بہتر ہوتے جائیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مجھے اس بات کا قطعی طور پر علم نہیں ہے کہ جنرل آصف نواز کے علاج کے دوران کسی قسم کی تاخیر کی گئی تھی۔ جو لوگ کسی لسانی اور سیاسی پارٹی کو اس میں ملوث گردانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جنرل آصف نواز کا زیادہ احتیاط سے علاج نہیں کیا گیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نئے آرمی چیف کا تقرر صدر مملکت کا صوابدیدی اختیار ہے۔ مذاکرات کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ حکومت کو نیک نیتی کا ثبوت فراہم کرنا ہوگا۔

○ امریکی محکمہ خارجہ نے بتایا ہے کہ امریکہ نے کشمیری حریت پسندوں کی کارروائیوں کو دہشت گردی قرار دے دیا ہے۔ پاکستان اور سوڈان ۱۸۰ دن کے لئے واچ لسٹ پر رہیں گے۔ حقائق کا تقاضا ہوا تو پاکستان یا کسی اور ملک کو کسی وقت بھی دہشت گردی کی سرپرستی کرنے والا ملک قرار دیا جا سکتا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے مزید کہا ہے کہ کشمیری اور سکھ شدت پسندوں کو پاکستان کی جانب سے مدد کی مسلسل اطلاعات پر تشویش ہے۔ یہ شدت پسند بھارت میں دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

○ بتایا گیا ہے کہ الطاف حسین (ایم کیو ایم کے چیف) نے سیاست سے ریٹائرمنٹ واپس لینے کے لئے صلاح مشورے شروع کر دیئے ہیں۔ مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ ریٹائرمنٹ کا فیصلہ فوج کے ساتھ ایک خفیہ معاہدے کے تحت کیا گیا تھا جس کے تحت الطاف کی ریٹائرمنٹ کے بعد گرفتار افراد کو رہا کیا جانا تھا۔

○ اسلامی کانفرنس تنظیم کا ہنگامی سربراہ اجلاس ڈاکار میں شروع ہو گیا۔ عرب ممالک بوسنیا میں فوج بھیجنے پر تیار ہیں یہ بات تنظیم کے سیکرٹری جنرل نے صحافیوں کو بتائی۔

حبوب مفید اٹھرا
۱۵ گرام -/۱۶
۶۰ گرام -/۴۸

اکسیر اولادِ نرینہ
(کورس)
-/۱۵۰ روپے

زد جام عشق
خاص
-/۴۸۰ روپے

روشن کاجل
-/۵ روپے

تریاقِ معدہ
-/۱۰ روپے
-/۲۰ روپے

NASIR ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

حنیف
ہومیو پیتھک کلینک
۸۴۔ بینک سکوائر مارکیٹ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
موسم سرما کے اوقات کار یہ ہوں گے
صبح ۱۰ بجے سے ½۱۲ بجے تک
شام ۵ بجے سے ½۷ بجے تک
ہر جمعہ کو دواخانہ بند رہے گا
خاکسار: ایچ ڈاکٹر محمد حنیف آف کوئٹہ حال لاہور

بے اولاد
مردوں کیلئے کورس
SPERMATOZOA COURSE Rs200/-
عورتوں کیلئے کورس
بانجھ پن کورس
STERILITY COURSE Rs 100/-
اٹھرا کورس ATHRA COURSE Rs 100/-
تفصیلی لٹریچر مفت
کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی
رجسٹرڈ ۔ ربوہ
فون:- ۶۰۶ - ۷۷۱

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

قدیمی —— شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
فون ۷۳۹۹۶
برانچیں
٭ کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
٭ لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
٭ ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
٭ منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز
٭ رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
٭ ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر: ۵۵۸

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص —— مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد
فون ۳۴۱۳۴

پتہ

علاج اور مشورہ کیلئے
قدیمی —— شہرہ آفاق
حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
خود ملیں یا جوابی خط لکھیں
پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ گوجرانوالہ